کتاب پر تبصرہ

کتاب کا نام : *نیشنل عوامی پارٹی کی تشکیل میں خان عبدالصمد خان اچکزئی کا کردار*

مصنف : شوکت خان ترین

ناشر : سباؤن ریسرچ سنٹر

شہر : کوئٹہ

سال اشاعت : ۱۹۱۸

صفحات : ۱۹۶

قیمت : ۵۰۰

تبصرہ نگار : ڈاکٹر حمایت اللہ یعقوبی*

ایک لکھاری کی حیثیت سے شوکت خان ترین کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ لکھنے کا عمل اس نے سکول کے زمانے ہی سے شروع کیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پھر پاکستان ٹیلی ویژن سنٹر کوئٹہ سے منسلک رہے ہیں۔ تھوڑے عرصے بعد محکمہ اعلیٰ تعلیم میں بطور لیکچرر (اردو) بلوچستان میں خدمات سرانجام دیئے۔ بعد میں ضلعی تعلیمی افسر تعینات ہوئے۔ آجکل سیکرٹری بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے عہدے پر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ پختون سیاست، ثقافت اور تاریخ اس کے پسندیدیہ موضوعات ہیں۔ خاص طور پر بلوچستان کے بائیں بازوؤں کی سیاست پر ترین صاحب کی نصف درجن سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ عبدالصمد اچکزئی اور بلوچستان کی تاریخ پر بھی کتابیں لکھ چکے ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

زیرِ نظر کتاب *"نیشنل عوامی پارٹی کی تشکیل میں خان عبدالصمد اچکزئی کا کردار"* شوکت خان ترین کی نئی تصنیف ہے جو ۲۰۱۸ء میں سباؤن ریسرچ سنٹر کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ۱۹۵۷ء میں پاکستان میں بننے والی بائیں بازوں کی پہلی قومی سیاسی جماعت سمجھنے والی نیشنل عوامی پارٹی کی تشکیل میں عبدالصمد خان اچکزئی کے کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

عبدالصمد خان اچکزئی کے متحرک کردار سے ہٹ کر یہ کتاب مختلف اور موضوعات کو بھی زیر بحث لاتی ہیں۔ مصنف نے کتاب کو بیس ۲۰ سے زیادہ موضوعات میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں پاکستان نیشنل پارٹی (۱۹۵۶ء) کے قیام سے لیکر گول میز کانفرنس ۱۹۸۱ء تک کے واقعات کو قلمبند کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ عبدالصمد خان اچکزئی جو کہ تحریک آزادی پاکستان کا ایک نامور شخصیت تھے اور بائیں بازوں کی سیاست میں ان کا اپنا ایک اعلیٰ مقام بھی ہے۔ انجمن وطن اور ورور پشتون کے بانی رہنما تھے اور نظریاتی ہم آہنگی کی وجہ سے تحریک آزادی کے وقت میں انڈین نیشنل کانگریس سے زیادہ قریب تھے۔ لیکن اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے کے بعد اپنے نئے مملکت کو دل سے تسلیم کیا اور اپنے لوگوں بطور خاص پختونوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے کام شروع کیا۔ لیکن شومیِ قسمت آج تک ایک متنازعہ سیاسی رہنما کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ جواہرلال نہرو اور کانگرس سے قربت کی وجہ سے بہت عرصہ تک پاکستانی اسٹیبلشمنٹ ان کو شک کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ مصنف نے ذکر کیا ہے کہ اس نامناسب رویے کی وجہ سے وہ مسلسل بہت جیلوں میں ایک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ وہ ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء کو لاہور جیل سے رہا ہوئں ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے بعد دوبارہ گرفتار ہوئے۔ پھر ۲۴ فروری ۱۹۶۹ء میں رہا کر دیئے گئے یعنی مارشل لاء کے دوران کا عرصہ انہوں نے مختلف جیلوں میں گزارا۔ اسی موضوع پر بھی مصنف کی ایک کتاب *"ژوبی امریت اور خان عبدالصمد خان اچکزئی"* شائع ہو چکی ہے۔

بلوچستان کی سیاست، تاریخ اور جغرافیہ کو سمجھنے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ مصنف نے کچھ ایسی موضوعات اور واقعات پہ بات کی ہے جسکا بہت کم لوگوں کو علم

ہے۔ جب ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں تو قدرتی طور پر یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ بلوچستان سے مراد بلوچوں کا علاقہ یا وہ صوبہ جہاں پر بلوچ آبادی رہتی ہیں۔ لیکن مصنف نے کتاب کے شروع میں یہ واضح کیا ہے کہ برطانوی بلوچستان جسکا قیام یکم ستمبر ۱۸۸۷ء کو عمل میں لایا گیا اس میں ۹۰ فیصد پختون آباد ہیں۔ انگریز افران اس کمشنر صوبے کو پٹھانستان یا برٹس افغانستان کہتے تھے۔ یہ علاقے جس میں پختون کثیر تعداد میں رہتے تھے، جنوبی پختونخوا کہلاتا تھا۔ بلوچ آبادی چار ریاستوں میں پھیلی ہوئی تھیں یعنی ریاست قلات، خاران، مکران اور لسبیلہ۔ ان ریاستوں کے مابین ۱۹۵۲ء میں ایک اتحاد قائم ہوا جسکو (Balochistan State Union) بلوچی ریاستی اتحاد کا نام دیا گیا۔ یہ برطانوی بلوچستان سے یکسر مختلف علاقہ تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے عبدالصمد خان اچکزئی کی سیاسی زندگی خاص طور پر نیشنل عوامی پارٹی کی تشکیل میں ان کے کردار کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، کتاب میں اس بات پر گفتگو ہوئی کہ کیوں نیپ (NAP) بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی حاصل کرنے کے بعد مسلم لیگ نے جس طرح کی حکومت کی اسکو کسی بھی طرح ایک نمائندہ یا جمہوری طرز کی حکومت نہیں کہا جا سکتا۔ اسی دوران ون یونٹ جیسے متنازعہ منصوبے لوگوں کی مرضی کے بغیر ان پر مسلط کئے گئے۔ اس قسم کے ماحول میں بائیں بازوں سے منسلک کچھ سیاسی رہنما اکھٹے ہوئے اور اینٹی ون یونٹ فرنٹ (Anti-One Unit Front) کے نام سے ایک سیاسی اتحاد قائم کیا اور پھر ۱۹۵۶ء میں لاہور میں پاکستان نیشنل پارٹی (PNP) کے نام سے ایک سیاسی جماعت کی تشکیل بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ چونکہ PNP صرف مغربی پاکستان کے کچھ سیاسی جماعتوں اور گروہوں پر مشتمل تھیں اور اس میں مشرقی پاکستان سے کوئی سیاسی لیڈر یا گروپ شامل نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ پورے ملک کی سطح پر ایک ایسی سیاسی جماعت تشکیل دی جائے جسمیں ہر خطے، علاقے اور زبان کے لوگوں کی نمائندگی موجود ہو۔ اس سلسلے میں عبدالصمد اچکزئی اور میاں افتخار الدین نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا اور مشرقی پاکستان کے نمائندوں کے

ساتھ جا کر اس بات پر جامع مذاکرات کیے۔ ان مذاکرات میں پھر جی ایم سید، عبدالغفار خان، غوث بخش بزنجو اور دوسرے رہنماؤں نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان ملاقاتوں اور مذاکرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۵۷ء جولائی میں ڈھاکہ کے مقام پر NAP کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے بعد پارٹی پیغام کو لوگوں میں اجاگر کرنے کی غرض سے عبدالصمد اچکزئی نے مختلف علاقوں کے دورے کیے اور ایک متحرک سیاسی ورکر کا کردار بخوبی ادا کیا۔ اسی دوران پارٹی جھنڈا بنانے والی کمیٹی میں بھی عبدالصمد اچکزئی پیش پیش تھے۔

مصنف نے بہت حد تک پرائمری ذرائع استعمال کیے۔ عبدالصمد خان کے اپنے خطوط کے علاوہ پولیس خفیہ رپورٹس، اس وقت کے اخبارات جیسا کہ امروز لاہور، انجام پشاور، پاکستان ٹائمز، پاکستان ابزرور، تعمیر بلوچستان، مارننگ نیوز، سٹیٹس مین اور بہت سارے جرائد سے استفادہ حاصل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف نے آرکائیول ذرائع اور کچھ حد تک سیکنڈری کتابیں استعمال کی ہیں۔ ان سارے ذرائع اور ماخذ کو دیکھ کر بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مصنف نے کمال حد تک محنت کی ہے۔ کیونکہ تاریخی کتابوں کی اہمیت اور افادیت کی بنیاد ان کے ذرائع اور ماخذات ہوتے ہیں۔

یہ کتاب پڑھ کر قاری کو یہ اندازہ بھی ہو جاتا ہے کہ عبدالصمد اچکزئی ۱۹۴۷ء کے بعد سے لیکر اپنی وفات تک پاکستان کے اندر پختونوں کیلئے ایک بڑے اور خودمختار (Autonomous) صوبے کیلئے تگ و دو کرتے رہے۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے انہوں نے بہت مثبت اور متحرک کردار ادا کیا۔ عبدالغفار خان، اجمل خٹک، عبدالولی خان، بلوچستان کے سرداران، جنرل یحییٰ خان اور بہت سارے سرکردہ رہنماؤں کے ساتھ مسلسل ملاقاتیں کی اور سب کو یہ بات گوش گزار کی کہ پاکستان اور پختونوں کی بقا اسی میں ہے کہ سابقہ قبائلی ایجنسیاں برطانوی بلوچستان اور موجودہ خیبرپختونخوا کو ملا کر ایک بڑے صوبے کی تشکیل کی جانی چاہیے۔ بطور خاص جب ون یونٹ ختم ہو رہا تھا تو عبدالصمد چاہتے تھے کہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے۔ اس نے کسی حد تک یحییٰ خان کو اس بات پر قائل کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے عبدالغفار خان اور عبداولی خان اس وقت پتہ نہیں کون سی مصلحتوں کے

شکار ہوئے۔ وہ بلوچ سرداروں کی ناراضگی کو نہیں مول سکے اور ایک زبردست موقع گنوا دیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عبدالصمد دلبرداشتہ ہوئے اور انہوں نے نیشنل عوامی پارٹی (ولی) سے اپنی راہیں جدا کیں اور ۱۹ جولائی ۱۹۷۰ء کو نیپ (NAP) پختونخواہ کے قیام کا اعلان کیا۔

بحر حال یہ ایک تحقیق طلب موضوع ہے کہ وہ کیا وجوہات تھیں کہ جس کی وجہ سے ۱۹۷۰ء میں پختون علاقائی سیاستدانوں کی راہیں جدا ہوگئیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ شوکت ترین صاحب اس اہم مسئلہ پر مزید تحقیق کریں گے اور ان وجوہات اور اسباب کی باریک بینی سے مشاہدہ کریں گے کہ کیوں پختون سیاسی بزرگ جو نظریاتی طور پر ایک ہونے کے باوجود سیاست کے میدان میں اکٹھے نہ رہ سکے اور ان کے بیچ کے معاملات ایک ایسے نہج پر پہنچ گئے کہ جس کی وجہ سے پاکستان میں پختونوں کی سیاست تقسیم ہوگئی۔ کیونکہ اس میں ہم دوسرے کرداروں مثلاً پاکستانی اسٹیبلشمنٹ اور بلوچ علاقائی سیاستدانوں کے کردار کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔

اگرہم تنقیدی نقطہ نظر سے کتاب کا جائزہ لیں تو دو چیزیں واضح نظر آتی ہیں پہلا کتاب میں لکھے گئے حقائق اور ماخذات دوسری چیز مشاہدات موازنہ اور تجزیات، مصنف نے حقائق کے بنیاد پر جو باتیں لکھیں وہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اور ایک سیاسی طالب علم کیلیء اسکو پڑھنا اور سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ دوسری اہم چیز مشاہدہ اور تجزیہ ہے کہ آپ تاریخی حقائق کو کس تناظر اور پیرائے میں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں ایک مورخ کیلئے حقائق اور ماخذات کی تشریح بھی انتہائی لازمی اور ضروری ہوتی ہے کیونکہ:

Historical objectivity is the backbone of historical research. Historian should march at the head of every movemen of his time and should not lag behind any one in this regard.

پاکستان کی اندرونی تاریخ خاص طور پر بلوچستان کی تاریخ کو سمجھنے کیلئے شوکت ترین کی کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے گو کہ کتاب میں مصنف کا اپنا تجزیہ بہت کم ہے لیکن جس انداز سے مصنف نے واقعات اور موضوعات کو قلمبند کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ اس

کے ساتھ ساتھ پختون علاقائی سیاست اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ اور اساتذہ کرام اور عام قارئین کیلئے اس کتاب کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا کیونکہ مصنف نے عبدالصمد خان اچکزئی کے ساتھ ساتھ اور پختون علاقائی سیاستدانوں مثلاً عبدالغفار خان، عبدالولی خان، اجمل خٹک اور ہاشم غلزئی کے کرداروں، پاکستانی سیاست میں ان کے کارناموں اور پختونوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ان کی کوششوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔